السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا حسین بن علی الجعفی کا عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے سماع ثابت ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جلیل القدر محترم المقام برادرم وعزیزم میاں محمد علی صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ آپ مع متعلقین بخیریت تام ہوں گے۔

امابعد! آپ کا مکتوب ملا بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے یاد کیا جس کے لیے آپ کا شکریہ!

آپ نے جو حدیث شریف لکھی ہے اس کے متعلق یہ گذارش ہے کہ میں بھی ان محدثین و محققین کے زمرہ میں شامل ہوں جو اس حدیث مبارکہ کی تصیح کرتے ہیں۔ باقی اس کے متعلق جو علت بیان کی جاتی ہے وہ مرفوع ہے۔ (الحمد للہ) تفصیل درج ذیل ملاحظہ کریں گے۔

علت کے متعلق آپ نے پہلا حوالہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تاریخ الکبیر'' کا دیا ہے اس کے لیے گذارش ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبارت اس طرح شروع کی ہے۔

''ویقال ہوالذی'' یعنی عبارت کے شروع میں صیغہ مجہول کو لایا گیا ہے جو تمریض پر دلالت کرتا ہے (یعنی اس طرح کہا گیا ہے) یعنی اس کا قائل (کہنے والا) نامعلوم ہے، لہذا اس سے حجت لینا درست نہیں ہوگا یہ رائے امام اعلی مقام کی اپنی ہوتی تو بیشک اس کو اہمیت ووزن حاصل ہوتا لیکن یہ قول کسی دوسرے کا ہے جس کا قائل نامعلوم ہے باقی رہی ''تاریخ الصغیر'' کی عبارت تو اس میں اہل الکوفۃ کے الفاظ ہیں۔

حسین بن علی جعفی ''کا نام صراحتا مذکور نہیں ہے اور'' اہل کوفۃ ''کا لفظ ابواسامہ (حماد بن اسامہ) پر صادق آتا ہے اور ابواسامہ واقعی عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے سماع نہیں کیا ہے بلکہ عبدالرحمن بن یزید بن تمیم سے اور ابواسامہ کے عدم سماع سے یہ لازم نہیں آتا کہ حسین بن علی جعفی نے بھی ابن جابر سے نہ سنا ہو۔ امام ابن القیم ''جلاء الافہام'' میں یہ لکھا ہے کہ اکثریت ائمہ حدیث اس طرف گئے ہیں کہ

ابواسامۃ عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے سماع نہیں کیا ہے بلکہ ابن تمیم سے کیا ہے۔

البتہ حسین بن علی جعفی نے دونوں سے سماع کیا ہے۔

(1) :......امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ :

((سالت محمد بن عبدالرحمن بن أخی حسین الجعفی عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر فقال قدم الکوفۃ عبدالرحمن بن یزید بن تمیم وعبدالرحمن بن یزید بن جابر ذالک بدہر والذي یحدث عنہ ابواسامۃ لیس ہو ابن جابر ہو ابن تمیم))

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ابواسامہ نے ابن جابر سے سماع نہیں کیا ہے بلکہ ابن تمیم سے باقی حسین جعفی کی ابن جابر سے سماع کی نفی اس میں نہیں ہے اور ابن جابر بھی (اس عبارت سے معلوم ہوا کہ) دو مرتبہ کوفہ آئے تھے لہذا حسین جعفی کا سماع ممکن بلکہ قرین قیاس ہے۔

(2) :......امام ابوبکر بن ابی داود فرماتے ہیں کہ :

((سمع ابواسامۃ من ابن المبارک عن ابن جابر وجمیعا یحدثان عن مکحول وابن جابر ایضا دمشقی فلما قدم ہذا قال ان عبدالرحمن بن یزید الدمشقی حدث عن مکحول فظن ابواسامۃ انہ ابن جابر الذی روی عنہ ابن المبارک' وابن جابر ثقۃ مامون یجمع حدیثہ وابن تیم ضعیف))

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن یزید کو ابن جابر سمجھنے میں غلطی ابواسامہ نے کی ہے نہ کہ حسین جعفی نے کی ہے۔

(3) :......امام ابوداود السنن میں فرماتے ہیں کہ (ابن تمیم) متروک الحدیث ہے :

((حدث عنہ ابواسامہ وغلط فی اسمہ قال حدثنا عبدالرحمن بن یزید بن جابر الشامی وکل ما جاء عن ابی اُسامۃ عن عبدالرحمن بن یزید فانما ھو ابن تمیم))

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت بھی صاف بتا رہی ہے کہ ابن جابر کے متعلق غلطی ابواسامہ سے ہوئی ہے اور جب بھی عبدالرحمن بن یزید سے روایت کرتا ہے تو وہ ابن تمیم متروک ہی ہوتا ہے لیکن امام ابوداود نے بھی غلطی کرنے والوں میں حسین جعفی کا نام شامل نہیں کیا ہے ۔

بہر حال ابن جابر سے سماع کا انکار اکثر ائمہ حدیث نے ابواسامہ کے لیے کیا ہے ۔

حسین جعفی کے لیے رجال کی کتب تہذیب التہذیب للحافظ ابن حجرؒ و تہذیب الکمال للحافظ ابی الحجاج المزی میں عبدالرحمن بن یزید بن جابر کے تلامذہ میں حسین بن علی جعفی کا نام جزم کے ساتھ استعمال کیا ہے اور حسین کے اساتذہ میں ابن جابر کا نام بھی ''تہذیب الکمال'' للمزی میں موجود ہے ۔ حافظ مزی عبدالرحمن بن یزید بن جابر کے متعلق فرماتے ہیں :

((روی عنہ حسین بن علی الجعفی و ابواسامۃ حماد بن اُسامۃ ان کان محفوظا))

اس عبارت سے محفوظ ہوا کہ حافظ مزی حسین کی روایت ابن جابر کے متعلق جزم کے ساتھ کہی ہے لیکن حماد بن اسامہ (ابواسامہ) کے متعلق شک ظاہر کیا ہے ، اس لیے فرمایا کہ :

((ان کان محفوظا))

اس طرح ابن القیم ''جلاء الأفہام'' میں امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ابوحاتم کی کتاب ''الضعفاء'' پر کلام کرتے ہوئے فرمایا :

((قولہ حسین الجعفی روی عن عبدالرحمن بن یزید ابن جابر و ابواسامۃ یروی عن عبدالرحمن بن یزید بن تمیم فغلط فی اسم جدہ))

اس سے معلوم ہوا کہ ابن جابر سے حسین روایت کرتا ہے ، لیکن ابواسامہ ابن تمیم سے روایت کرتا ہے لیکن غلطی سے اس کے دادے کا نام ''تمیم'' کے بجائے جابر لیا گیا ہے ۔

یہاں پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ابن ابی حاتم کتاب العلل میں فرماتے ہیں کہ :

((سمعت ابی یقول عبدالرحمن بن یزید بن جابر لا اعلم احدا من اھل العراق یحدث عنہ والذی عندی ان للذی یروی عنہ ابواسامۃ وحسین الجعفی واحد وھو عبدالرحمن بن یزید بن تمیم لان ابا اسامۃ روی عن عبدالرحمن بن یزید عن القاسم عن ابی امامۃ خمسۃ احادیث او ستۃ احادیث منکرۃ لا یحتمل ان یحدث عبدالرحمن بن یزید بن جابر مثلہ ولا اعلم احدا من اھل الشام روی عن ابن جابر من ھذہ الاحادیث شیئا واما حسین الجعفی فانہ یروی عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر عن ابی الاشعث عن اوس بن اوس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم الجمعۃ انہ قال افضل الایام یوم الجمعۃ فیہ الصعقۃ وفیہ النفخۃ وفیہ کذا وھو حدیث منکر لا اعلم احدا رواہ غیر الحسین الجعفی وامام عبدالرحمن بن یزید بن تمیم فھو ضعیف الحدیث وعبدالرحمن بن یزید بن جابر ثقۃ ثم کلامہ)) علل الحدیث جلد ؍ صفحہ .

اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابوحاتم نے حسین جعفی کی ابن جابر سے سماع کے انکار پر کوئی ٹھوس ثبوت نہیں پیش کیا ہے جو پانچ چھ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں وہ ابواسامہ کے واسطے سے نہیں آخر اس میں حسین جعفی کا کیا قصور؟ کرے کوئی بھرے کوئی یہ کہاں کا انصاف ہے ؟

کیا حسین جعفی کا اہل عراق میں سے ہونا ہی اس پر دلیل ہے کہ وہ ابن جابر سے روایت نہیں کرتا ؟ خود سوچیں کہ یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے ابواسامہ سے واقعتا کچھ غلطیاں ہوئی ہیں لیکن حسین جعفی کی اس قسم کی غلطی کسی نے بھی بیان نہیں کی ہے ۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ التقریب میں ابواسامہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :

((وکان باخرہ یحدث من کتب غیرہ))

یعنی آخر عمر میں وہ دوسروں کی کتابوں سے حدیثیں بیان کرتا تھا اور یہی سبب ہے کہ اس سے چند غلطیاں صادر ہوئی اس کے برعکس حسین جعفی پر ایسا کوئی الزام نہیں ہے بلکہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ تہذیب التہذیب میں محمد بن عبدالرحمن الہروی سے نقل کیا ہے کہ :

((ما رایت اتقن منہ)) التہذیب : صفحہ __ ؍ جلد طبع نشر السنۃ لاہور

یعنی حسین جعفی سے بڑھ کر زیادہ متقن (مضبوط حافظہ والا) میں نے نہیں دیکھا ۔

لہذا ایسے متقن اور ثقہ راوی کے بارے میں بغیر دلیل کہ سوء ظن رکھنا کہ وہ ابن جابر اور ابن تمیم کے درمیان فرق نہ کر سکا بڑی بے انصافی ہے ۔ باقی ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ ''یہ حدیث (اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی) منکر ہے میں نہیں مانتا کہ حسین الجعفی کے بغیر کسی نے اس روایت کو بیان کیا ہو۔''

یہ بھی عجیب ہے کہ یہ حدیث منکر ہے ، کیونکہ دوسرے کسی نے یہ روایت نہیں کی ہے کسی دوسرے کا یہ روایت کرنا کوئی نکارت کی علت نہیں بن سکتی ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح میں پہلی روایت (انما الاعمال بالنیات) بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی دوسرے سے وارد نہیں ہے اور ان سے بھی صحیح سند کے ساتھ روایت کرنے والا ایک ہی راوی ہے ۔ جب کہ

اس سے بھی روایت کرنے والاایک ہے اس کے بعدنیچے جاکرکئی شاگردبنتے ہیں۔

کیایہ روایت اس لیے منکرکہی جائے گی کہ سیدنا عمررضی اللہ عنہ سے بیان کرنے والااورپھران سے بیان کرنے والاایک ہی راوی ہے؟ ہرگزنہیں!جب کہ حسین جعفی ثقہ اور متقن حافظہ کامضبوط ہے اس کے اوپرجرح بھی ثابت نہیں ہے توایسے ثقہ کی روایت کومنکرقراردیناسراسرناانصافی ہے۔

علاوہ ازیں منکرقراردینے کاسبب یہ بھی ہوتاکہ حسین جعفی اس حدیث میں کسی اوثق (اپنے سے زیادہ ثقہ) کی مخالف کی ہو،لیکن ایسابھی نہیں ہے اورنہ ہی متن میں ایسی کوئی بات ہے جودوسری احادیث کے مخالف ہوبلکہ متن کے توکتنے ہی دوسرے صحیح شاہدموجودہیں۔جمعہ کے بارے میں جوکچھ بیان ہے اس کی مئوید سیدناابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث ہے جوکہ مسلم،ابوداود،ترمذی،نسائی،ابن خزیمہ وغیرہم میں مذکورہے جومعنی کے اعتبارسے اس حدیث کے متفق ہے۔

اسی طرح انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کومٹی وغیرہ نہیں کھاتی اس کے بھی شواہد موجودہیں اوراس کاشاہدوہ صحیح حدیث بھی ہے کہ آپ ﷺ نے معراج کی رات دیکھاکہ موسی علیہ السلام قبرمیں نمازپڑھ رہے ہیں قبرمیں نمازتب ہی پڑھی ہوگی،جب ان کاجسم اطہرصحیح سلامت ہوگاحضرت موسی علیہ السلام اورنبی کریم ﷺ کے درمیان کتنابڑاوقفہ ہے وہ ہرکوئی جانتاہے لیکن اتنے طویل بلکہ اطول عرصہ کے بعدبھی ان کاجسم مبارک صحیح سالم تھابہرحال یہ حدیث صیح بھی اس حدیث مبارک کے اس ٹکڑے :

((إن اللہ حرم علی الأرض)) (الحدیث)

کی مئوید ہے اسی طرح آپ ﷺ کے پاس امت کے درودوسلام کاپہنچنابھی کتنی ہی احادیث صحیحہ میں موجودہے جن میں یہ بیان ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے فرشتے امت کی طرف سے بھیجےگئے صلوۃ وسلام کوپہنچاتے ہیں۔اب بتایاجائے کہ آخراس حدیث میں کون ساٹکڑامنکرہے جودوسری احادیث صحیحہ کی مخالف میں ہے جس کی وجہ سے اس کومنکرکہاجاتاہے۔جب سندکے تمام راوی ثقہ ہیں اورمتن کسی دوسرے صحیح متن کے مخالف ومنافی نہیں تب بھی اس کومنکرسمجھناماسوائے زوری اوردھاندلی کے اورکچھ نہیں ہے۔

امام ابوحاتم کامقام ومرتبہ بلاشبہ بلندہے ہم اس کے علم کے مقابلے میں جہلاکے قریب ہیں،تاہم جوبھی انسان اگرچہ وہ امامت کے مرتبہ پرفائزہولیکن اس سے غلطی اورسہووخطابہرحال ممکن ہے بلکہ وقوع پذیرہے،لہذابلادلیل اورٹھوس ثبوت کے یہ کہناکہ یہ روایت منکرہے ہرگزقابل قبول نہیں ہے بلکہ مردودہے۔

خلاصہ کلام کے اس سندکے راوی حسین جعفی کااس روایت میں غلطی سے ابن تمیم کوابن کہنے والی بات میں صرف امام ابوحاتم رحمۃ اللہ علیہ منفردہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رائے نہیں دی ہے بلکہ ''یقال'' کہہ کرکسی غیرمعلوم محدث کی طرف اشارہ کیاہے۔ہوسکتاہے کہ ان کایہ اشارہ امام ابوحاتم کی طرف ہی ہولیکن چونکہ امام ابوحاتم الرازی کی یہ علت صحیح نہیں ہے اس لیے ان کانام لینے کے بجائے مجہول فعل استعمال کرکے اس علت کی تمریض کی طرف اشارہ کیاہے۔ واللہ اعلم

باقی دوسرے اکثرائمہ حدیث جن میں امام دارقطنی جیسے معتدل امام کابھی نام شامل ہے وہ عبدالرحمن بن یزیدبن جابرسے حسین بن علی الجعفی کے سماع کے قائل ہیں۔

علاوہ ازیں حسین جعفی کے سماع کےلیے یہ بھی زبردست دلیل وثبوت ہے کہ صحیح ابن حبان میں یہ حدیث مبارکہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ اس سندکے ساتھ لائے ہیں۔

((حدثنا ابن خزیمۃ حدثنا ابوکریب حدثنا حسین بن علی حدثنا عبدالرحمن بن یزید بن جابر الخ))

کہ اس سندمیں حسین جعفی ابن جابرسے سماع کی (حدثنا) کہہ کرتصریح کررہے ہیں۔''

لہذاعدم سماع کاقول مردودہے ورنہ اگران کاسماع ابن جابرسے نہ ہوتاتوحدثناکہنے سے یہ سیدھاسادا جھوٹ ہوا۔حالانکہ حسین جعفی نہ جھوٹانہ مجروح بلکہ ثقہ،متقن اورپختہ عابدراوی ہے۔لہذاجب ایساپختہ راوی اپنی تصریح کرتاہے توباقی سارے ظنون اوربے دلیل قیاسات،شکوک وشبہات ختم ہوجانے چاہئیں۔

جن لوگوں نے اس روایت میں یہ علت پیش کی ہے کہ امام علی بن المدینی حسین بن علی الجعفی سے روایت کرتاہے وہ کہتاہے :

((حدثنا ابن عبدالرحمن بن یزید بن جابر سمعتہ یذکر عن ابی الاشعث الصنعانی عن اوس بن اوس الحدیث))

''اوران کاکہناہے کہ ابن جابرابوالاشعث الصنعانی سے سماع کی تصریح نہیں کی ہے لیکن یہ علت بھی قادحہ نہیں ہے۔''

کیونکہ کتب رجال (التہذیب) وغیرہ میں ابن جابرکے اساتذہ میں ابوالاشعث الصنعانی کانام بھی ہے۔اورعلی بن المدینی روایت سے زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہواکہ ابن جابرابوالاشعث سے عنعنہ کیاہے اورابن جابرمدلس بھی نہیں ہے۔لہذااس کی عنعنہ بھی سماع پرمحمول ہے۔ (کمالایخفی علی ممارس کتب اصول الحدیث)

مزیدعلی بن المدینی کی روایت میں بھی حسین بن علی جعفی اس جابرسے تحدث کی تصریح کی ہے یعنی امام ابن المدینی بھی امام ابن خزیمہ سے حسین جعفی کی ابن جابرسے سماع کی تصریح میں متفق ہے۔ فنعم الوفاق وجندالاتفاق اس سے بھی ثابت ہواکہ حسین جعفی کاسماع ابن جابرسے ثابت ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک

باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں میں نمازپڑھنایازندہ ہونا۔یہ سارابرزخی معاملہ ہے اس کودنیاکے معاملے پرقیاس نہیں کیاجاسکتا۔شہداء بھی توقرآنی نص کے مطابق زندہ ہیں لیکن دنیاوی زندگی ان کی بھی فی الحال ختم ہوچکی ہے۔اسی طرح انبیاء کرام کی بھی برزخی زندگی کوتصورکرناچاہیے۔

بہرحال وہ عالم برزخ کے معاملات ہیں ان پرجتناکتاب وسنت سے ثابت ہے ویساایمان رکھناہے کمی کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔قرآنی ارشادعالیہ ہے۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ اِنَّ لسَّمْعَ وَ لْبَصَرَ وَ لْفُؤَادَ كُلُّ اُو لَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا (الاسراء: ٣٦)

''اور جس چیز کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ بلاشبہ کان، آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

بہر حال آپ کے سوال کا جواب راقم الحروف نے اپنے قصور علم کے اعتراف کے باوجود جتنا رب کریم نے سمجھایا عرض رکھ دیا ہے۔ اس سے بڑھ کر آپ ہی سوچیں کہ میں اس میں کتنا کامیاب ہوں۔

میرے لیے کوئی دوسری خدمت ہو تو حاضر ہوں۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 522

محدث فتویٰ